Open Access
Al-Marjān
Research Journal
ISSN(E): 3006-0370
ISSN(P): 3006-0362
al-marjan.com.pk

The Concept of Qur'ānic Falāḥ (True Success) and Its Realization in Modern Lifestyle: An Analytical Study in the Light of the Qur'ān and Ḥadīth

قرآنی فلاح کا تصور اور جدید طرزِ زندگی میں حقیقی کامیابی: قرآن وحدیث کی روشنی میں تجزیاتی مطالعہ

Authors Details

1. **Hafiz Farhal Ameer**
   Teaching Staff, Punjab Education Department; Ph.D. Scholar, Green International University, Lahore, Pakistan.
2. **Hafiza Ambreen Fatima (Corresponding Author)**
   Ph.D. Scholar, Green International University, Lahore, Pakistan.
   ambereenfatima11@gmail.com

Citation

Ameer, Hafiz Farhal and Hafiza Ambreen Fatima." The Concept of Qur'ānic Falāḥ (True Success) and Its Realization in Modern Lifestyle: An Analytical Study in the Light of the Qur'ān and Ḥadīth."*Al-Marjān Research Journal* 3,no.3, Jul-Sep (2025): 01–18.

Submission Timeline

Received: May 01, 2025
Revised: Jun 10, 2025
Accepted: Jun 19, 2025
Published Online: Jul 03, 2025

Article QR

Publication, Copyright & Licensing

Al-Marjān Research Center, Lahore, Pakistan.
© 2023 Al-Marjān Research Center.
This is an open access article distributed under the terms of the **Creative Commons Attribution 4.0 International License (CC BY 4.0).**

INDEX COPERNICUS INTERNATIONAL
ISSN INTERNATIONAL STANDARD SERIAL NUMBER INTERNATIONAL CENTRE
HJRS HEC Journal Recognition System

The Concept of Qur'ānic Falāḥ (True Success) and Its Realization in Modern Lifestyle: An Analytical Study in the Light of the Qur'ān and Ḥadīth

قرآنی فلاح کا تصور اور جدید طرزِ زندگی میں حقیقی کامیابی: قرآن وحدیث کی روشنی میں تجزیاتی مطالعہ

حافظ فرحال امیر ☆ حافظہ عنبرین فاطمہ ☆

Abstract

The concept of falāḥ—often translated as success, prosperity, or ultimate well-being—holds a central place in Islamic thought, particularly within the Qur'ānic and Prophetic discourses. Unlike the secular notion of success, which tends to be materialistic and temporal, Qur'ānic falāḥ encompasses both worldly well-being and eternal salvation. This analytical study explores the semantic scope and contextual application of falāḥ in the Qur'ān and authentic ḥadīth literature. It investigates how the Qur'ān defines true success through the integration of moral, spiritual, and social values such as faith (īmān), righteousness (taqwā), steadfastness (ṣabr), remembrance of Allah (dhikr), and ethical behavior. The study further examines the challenges of achieving falāḥ in the context of modern life, which is increasingly shaped by individualism, consumerism, and secular ideals of success. The paper argues that a re-orientation of values toward Qur'ānic principles is not only essential for spiritual uplift but also for social harmony and personal fulfillment. By evaluating verses of the Qur'ān and relevant ḥadīth, this research highlights a comprehensive framework of Islamic success that is deeply holistic—emphasizing internal transformation over external achievement. It also discusses practical strategies for aligning modern lifestyles with Qur'ānic ideals to attain falāḥ in both worlds. The findings underscore the timeless relevance of Islamic teachings in navigating contemporary challenges and establishing a life of purpose and peace rooted in divine guidance.

Keywords: Falāḥ, Qur'ānic success, modern lifestyle, Islamic values, ḥadīth ethics

تعارف موضوع

ہر کسی کی خواہش ہوتی ہے، کہ زندگی میں کامیابی حاصل کی جائے۔ کسی نے سمجھا کہ کامیابی اس میں ہے کہ مال کی فروانی ہو۔ حاکم نے سمجھا کامیابی حاکمیت کے اختیار اور اسکے استعمال میں ہے۔ تاجر نے سمجھا کہ کامیابی کثرت منافع کا نام ہے۔ کسان نے سمجھا کامیابی اچھی پیدوار اور زمین کی زرخیزی میں ہے۔ ایک مسافر کی کامیابی دوران سفر پر سکون سفر وسہولیات میں ہے۔ ایک راہب کے نزدیک کامیابی **ترک الدنیا ومافیہا** کا نام ہے۔ گویا کہ ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہر شخص کے نزدیک کامیابی کا معیار وپیمانہ مختلف ہے۔ ہر شخص کامیابی اس چیز کو تصور کرتا ہے، جو قائل کو عالم تخیل میں بھلی معلوم ہو۔ اگر ہم بحثیت مسلمان حقیقی کامیابی کا تصور اپنے ذہن میں کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ حقیقی کامیابی اللہ عزوجل کی لاریب کتاب میں بیان کی گئی۔ جسکو اس انداز میں بیان زبان لایا گیا ہے۔

☆ ٹیچنگ اسٹاف، پنجاب ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ؛ پی ایچ ڈی سکالر، گرین انٹرنیشنل یونیورسٹی، لاہور، پاکستان۔

☆ پی ایچ ڈی اسکالر، گرین انٹرنیشنل یونیورسٹی، لاہور، پاکستان۔

مبحث اول: قرآنی فلاح کا تصور

قد افلح المومنون[1] ترجمہ: مومن فلاح پاگئے۔ فلاحِ قرآنی سے کیا مراد ہے؟ تو تتبعِ قرآن سے ہم کو یہ معلوم ہوتا ہے کہ ***نظمِ فلح*** سے مشتق لفظ مفلحون (کامیابی حاصل کرنے والے لوگ) قرآن پاک میں تیرہ (13) مرتبہ مختلف پیراؤں میں استعمال ہوا ہے۔[2]

سورۃ البقرۃ کے آغاز میں ہی قرآن پاک میں ارشادِ خداوندی ہوتا ہے۔

الم ذالک الکتاب لاریب فیه هدی للمتقین الذین یومنون بالغیب ویقیمون الصلاۃ ومما رزقناهم ینفقون والذین یومنون بما انزل الیک وما انزل من قبلک وبالاخرۃ هم یوقنون اولئک علی هدی من ربهم واولئکهم المفلحون[3]

ترجمہ: الم وہ بلند رتبہ کتاب جس میں کسی شک کی گنجائش نہیں۔ اس میں ڈرنے والوں کیلئے ھدایت ہے۔ وہ لوگ جو بغیر دیکھے ایمان لاتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور ہمارے دیئے ہوئے رزق میں سے کچھ خرچ کرتے ہیں۔ اور وہ ایمان لاتے ہیں اس پر جو تمہاری طرف نازل کیا گیا اور جو تم سے پہلے نازل کیا گیا اور وہ آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔ یہی لوگ **کامیابی** حاصل کرنے والے ہیں۔

مذکورہ بالاہ آیات پر بنظرِ غائر توجہ کرنے ہم کو معلوم ہوتا ہے کہ کامیاب شخص وہ ہے جو متقی ہو، ایمان بالغیب سے مشرف ہو، ادائے الصلوۃ کا پابند ،مؤدی الزکاۃ کا خلوص نیت سے نمونہ ہو۔ اس کے ساتھ ساتھ کتب سابقہ اور قرآن پاک پر سرِ تسلیم خم کرنے والا ہو۔

سورۃ آل عمران میں یوں ارشاد ہوتا ہے۔

ولتکن منکم امة یدعون الی الخیر ویامرون بالمعرف وینهون عن المنکر واولئک هم المفلحون۔[4]

ترجمہ: اور چاہئیے کہ تم میں سے ایک گروہ ایسا ہو جو نیکی کی طرف بلائے اور برائی سے منع کرے اور یہی لوگ کامیابی حاصل کرنے والے ہیں۔

آیتِ مبارکہ سے معلوم ہوتا کہ چونکہ یہ تو ممکن نہیں ہے کہ تمام کے تمام مسلمان ایک ہی کام میں لگ جائیں لیکن اتنا ضرور ہونا چاہیے کہ مسلمانوں کا ایک گروہ ایسا ہو جو لوگوں کو بھلائی کی طرف بلائے، انہیں نیکی کی دعوت دے، اچھی بات کا حکم کرے اور بری بات سے منع کرے۔ جب وہ گروہ ایسا کرے گا تو وہ کامیابی حاصل کرنے والا ہو جائے گا۔

سورۃ الاعراف میں اللہ پاک کا ارشاد کچھ یوں ہوتا ہے۔

والْوَزْنُ يَوْمَئِذِ ٱلْحَقُّ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۔[5]

ترجمہ: اور اس دن وزن کرنا ضرور برحق ہے تو جن کے پلڑے بھاری ہوں گے تو وہی لوگ کامیابی پانے والے ہوں گے۔

وہ خوش نصیب افراد جن کا نامہ اعمال میزان میں وزنی ہو گا، وہ کل قیامت والے دن کامیاب ہونے والے ہیں۔

---

[1] Al-Mu'minūn, 23:1.
[2] ʻAbd al-Bāqī, Muḥammad Fu'ād. *Al-Muʻjam al-Mufahras li-Alfāẓ al-Qur'ān al-Karīm*. Cairo: Dār al-Kutub al-Miṣriyya, n.d., 1:538.
[3] Al-Baqara, 2:1–5.
[4] Āl ʻImrān, 3:104.
[5] Al-Aʻrāf, 7:8.

سورۃ الاعراف میں ہی اللہ پاک کا ارشاد کچھ یوں ہوتا ہے۔

واتبعوا النور الذی انزل معه اولئک هم المفلحون۔[6]

ترجمہ: اور اس نور کی پیروی کرو جو اس کے ساتھ اترا یہ لوگ کامیابی حاصل کرنے والے ہیں۔

اس آیت مبارکہ کہ ابتدائی حصہ میں نبی آخری الزمان ﷺ کے اوصاف جمیلہ کا ذکر کیا گیا پھر فرمایا گیا کہ اس نور کی پیروی کرو جو اس کے ساتھ اترا یہ لوگ کامیابی حاصل کرنے والے ہیں۔

لٰکن الرسول والذین اٰمنوا معه جاهدوا باموالهم و انفسهم واولئک لهم الخیرات واولئک هم المفلحون[7]۔

ترجمہ: لیکن رسول اور جو ان کے ساتھ ایمان لائے انہوں نے اپنے مالوں اور جانوں کے ساتھ جہاد کیا اور انہیں کے لیے بھلائیاں ہیں اور یہی کامیاب ہونے والے ہیں۔

واعلم أنه تعالى لما شرح حال المنافقين في الفرار عن الجهاد بين أن حال الرسول والذين آمنوا معه بالضد منه، حيث بذلوا المال والنفس في طلب رضوان الله والتقرب إليه.[8]

اور تو جان لے اس سے پہلی آیات میں جہاد سے راہِ فرار اختیار کرنے میں منافقوں کا حال بیان کیا گیا اور اس آیت سے نبی کریم ﷺ اور ان کے صحابہ کرام علیہم الرضوان کا جذبہ جہاد بیان کیا گیا کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی رضا کی طلب میں اور اس کی بارگاہ میں قرب حاصل کرنے کے لئے اپنے مال اور اپنی جانیں دونوں خرچ کر دیں۔

اسی طرح سورۃ المؤمنون میں اللہ پاک کا ارشاد ہوتا ہے۔

فمن ثقلت موازینه فاولئک هم المفلحون۔[9]

ترجمہ: تو جن کے پلڑے بھاری ہوں گے تو وہی کامیاب ہونے والے ہوں گے۔

اس آیت کے تحت تفسیر ابو السعود میں ہے۔

فمن ثقلت موازينه موزونات حسناته من العقائد والأعمال أي فمن كانت له عقائد صحيحة وأعمال صالحة يكون لها وزن وقدر عند الله تعالى فأولئك هم المفلحون الفائزون بكل مطلوب الناجون من كل مهروب۔[10]

تو جن کے پلڑے بھاری ہوں گے، عقائد و اعمال میں سے اسکی نیکیوں کا وزن کیا جائے گا، یعنی جس کے عقائد صحیح اور اعمال صالح ہوں گے، جن کا اللہ تعالیٰ کے ہاں وزن اور قدر و قیمت ہو گی، تو وہ ہی کامیاب ہونے والے ہوں گے۔ یعنی وہ لوگ ہر مطلوبہ چیز میں کامیاب اور ہر خوفناک چیز سے نجات پانے والے ہوں گے۔

---

[6] Al-A‘rāf, 7:157.
[7] At-Tawba, 9:88.
[8] Ar-Rāzī, Muḥammad ibn ‘Umar, Abū ‘Abd Allāh (d. 606 AH). *At-Tafsīr al-Kabīr*. Beirut: Dār Iḥyā’ at-Turāth al-‘Arabī, 1420 AH/1999, 3rd ed., 16:119, under *Sūrat at-Tawba*, 9:88.
[9] Al-Mu’minūn, 23:102.
[10] Abū as-Su‘ūd, Muḥammad ibn Muḥammad (d. 982 AH). *Tafsīr Abī as-Su‘ūd*. Beirut: Dār Iḥyā’ at-Turāth al-‘Arabī, n.d., 6:151, under *Sūrat al-Mu’minūn*, 23:102.

سورۃ النور میں بھی مفلحون کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ اللہ پاک کا ارشاد ہوتا ہے۔

انما كان المومنين اذا دعوا الى الله و رسوله ليحكم بينهم ان يقولوا سمعنا واطعنا واولئک هم المفلحون[11]

ترجمہ: مسلمانوں کی بات تو یہی ہے کہ جب انہیں اللہ اور اس کے رسول کی طرف بلایا جاتا ہے تا کہ رسول ان کے درمیان فیصلہ فرمادے تو وہ عرض کریں کہ ہم نے سنا اور اطاعت کی اور یہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں۔

اس آیت کے تحت تفسیر خازن میں ہے۔

قوله عز وجل إنما كان قول المؤمنين إذا دعوا إلى الله أي إلى كتاب الله ورسوله ليحكم بينهم هذا تعليم أدب الشرع على معنى أن المؤمنين كذا ينبغي أن يكونوا وهو أن يقولوا سمعنا أي الدعاء وأطعنا أي بالإجابة وأولئك أي من هذه صفته هم المفلحون[12]

ترجمہ: اللہ عزوجل کے فرمان "بس مؤمنوں کا قول یہی ہوتا ہے جب انہیں اللہ کی طرف بلایا جائے" یعنی اللہ کی کتاب اور اس کے رسول ﷺ کی طرف بلایا جائے تا کہ وہ ان کے درمیان فیصلہ فرمائیں۔ یہ آیت شریعت کے ادب کی تعلیم دے رہی ہے، اور اس کا مطلب یہ ہے کہ مؤمنوں کا حال ایسا ہی ہونا چاہیے۔ اور وہ یہ کہ وہ کہیں: "ہم نے سنا" یعنی دعوت کو قبول کیا اور "ہم نے اطاعت کی" یعنی حکم ماننے میں لبیک کہا۔ اور ایسے لوگ یعنی جن کی یہ صفت ہو وہی فلاح پانے والے ہیں۔

سورۃ القصص میں اللہ پاک کا ارشاد ہے۔

فاما من تاب وأمن وعمل صالحا فعسیٰ ان یکون من المفلحين۔[13]

ترجمہ: تو وہ جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور اچھا کام کیا تو قریب ہے کہ وہ کامیاب ہونے والوں میں سے ہو گا۔

تفسیر النسفی میں علامہ نسفی اس آیت کے تحت کلام فرماتے ہیں۔

أي فعسى أن يفلح عند الله وعسى من الكرام تحقيق وفيه بشارة للمسلمين على الإسلام وترغيب الكافرين على الإيمان۔[14]

ترجمہ: "یعنی (ایسا شخص) ممکن ہے کہ اللہ کے ہاں فلاح پا جائے، اور عسیٰ (امید کا کلمہ) جب اللہ کی طرف سے ہو تو وہ تحقیق (یقین) کے معنی میں ہوتا ہے۔ اور اس میں مسلمانوں کے لیے اسلام پر (قائم رہنے کی) خوشخبری ہے، اور کافروں کے لیے ایمان لانے کی ترغیب ہے۔"

سورۃ الروم میں بھی مفلحون کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ اللہ پاک کا ارشاد ہوتا ہے۔

فأت ذا القربى حقه والمسكين وابن السبيل ذالک خير للذين يريدون وجه الله واولئک هم المفلحون۔[15]

---

[11] An-Nūr, 24:51.

[12] Al-Khāzin, ʻAlā' ad-Dīn ʻAlī ibn Muḥammad (d. 741 AH). *Lubāb at-Ta'wīl fī Ma'ānī at-Tanzīl*. Beirut: Dār al-Kutub al-'Ilmiyya, 1415 AH/1994, 1st ed., 3:302, under *Sūrat an-Nūr*, 24:51.

[13] Al-Qaṣaṣ, 28:67.

[14] An-Nasafī, ʻAbdullāh ibn Aḥmad (d. 710 AH). *Madārik at-Tanzīl wa Ḥaqā'iq at-Ta'wīl*. Beirut: Dār al-Kalima aṭ-Ṭayyib, 1419 AH/1998, 1st ed., 2:653, under *Sūrat al-Qaṣaṣ*, 28:67.

[15] Ar-Rūm, 30:38.

ترجمہ: تو رشتے دار کو اس کا حق دو اور مسکین اور مسافر کو بھی۔ یہ ان لوگوں کیلئے بہتر ہے جو اللہ کی رضا چاہتے ہیں اور وہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں۔

یعنی اے وہ شخص! جسے اللہ تعالیٰ نے وسیع رزق دیا، تم اپنے رشتے دار کے ساتھ حسنِ سلوک اور احسان کر کے اس کا حق دو اور مسکین اور مسافر کو صدقہ دے کر اور مہمان نوازی کر کے اُن کے حق بھی دو۔ رشتہ داروں، مسکینوں اور مسافروں کے حقوق ادا کرنا ان لوگوں کیلئے بہتر ہے جو اللہ تعالیٰ کی رضا چاہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے ثواب کے طالب ہیں اور وہی لوگ آخرت میں کامیاب ہونے والے ہیں۔

سورۃ القمان میں اللہ پاک کا ارشاد ہوتا ہے۔

الذین یقیمون الصلٰوۃ و یوتون الزکوٰۃ وھم بالاٰخرۃ ھم یوقنون۔ اولئک علی ھدی من ربھم واولئک ھم المفلحون۔[16]

ترجمہ: وہ جو نماز قائم رکھتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔ وہی اپنے رب کی ہدایت پر ہیں اور وہی کامیاب ہونے والے ہیں۔

تفسیر طبری میں اس آیت کے تحت ہے۔

(الذين يقيمون الصلاة) يقول: الذين يقيمون الصلاة المفروضة بحدودها (ويؤتون الزكاة) من جعلها الله له المفروضة في أموالهم (وهم بالآخرة هم يوقنون) يقول: يفعلون ذلك وهم بجزاء الله وثوابه لمن فعل ذلك في الآخرة يوقنون. القول في تأويل قوله تعالى: {أولئك على هدى من ربهم وأولئك هم المفلحون (5) }

يقول تعالى ذكره: هؤلاء الذين وصفت صفتهم على بيان من ربهم ونور (وأولئك هم المفلحون) يقول: وهؤلاء هم المنجحون المدركون ما رجوا وأملوا من ثواب ربهم يوم القيامة.[17]

ترجمہ: (وہ جو نماز قائم کرتے ہیں) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وہ لوگ فرض نماز کو اس کے حدود و آداب کے ساتھ قائم کرتے ہیں۔ (اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں) وہ زکوٰۃ ادا کرتے ہیں جو اللہ نے ان کے مالوں میں فرض کی ہے۔ (اور وہ آخرت پر یقین رکھتے ہیں) یعنی وہ یہ سب اعمال اس حال میں کرتے ہیں کہ انہیں آخرت کے بدلے اور ثواب پر کامل یقین ہوتا ہے کہ جو شخص یہ عمل کرے گا، اللہ تعالیٰ اسے آخرت میں اس کا بدلہ دے گا۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان: { أولئك على هدى من ربهم وأولئك هم المفلحون} کی تفسیر: اللہ پاک فرماتا ہے: یہی لوگ ہیں جن کی صفات میں نے بیان کیں۔ یہ اپنے رب کی طرف سے ہدایت اور روشنی پر ہیں۔ اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں یعنی یہی وہ لوگ ہیں جو کامیاب ہوں گے، اپنے رب کے ثواب اور انعام کو پانے میں کامیابی حاصل کریں گے اور جس چیز کی انہیں امید تھی، وہ آخرت میں پا لیں گے۔

سورۃ المجادلہ میں کامیاب افراد کے حوالے سے اللہ پاک کا ارشاد یوں ہوتا ہے۔

اولئک حزب اللہ الا ان حزب اللہ ھم المفلحون۔[18]

---

[16] Luqmān, 31:4–5.

[17] Aṭ-Ṭabarī, Muḥammad ibn Jarīr (d. 310 AH). *Jāmi‘ al-Bayān fī Ta’wīl al-Qur’ān*. Beirut: Mu’assasat ar-Risāla, 1420 AH/1999, 1st ed., 20:124, under *Sūrat Luqmān*, 31:4–5.

[18] Al-Mujādala, 58:22.

ترجمہ: یہ اللہ کی جماعت ہے، سن لو! اللہ کی جماعت ہی کامیاب ہے۔

اس آیت مبارکہ میں مخلص ایمان والوں کا حال بیان کیا جارہا ہے کہ اے پیارے حبیب! ﷺ، جو لوگ اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر سچا ایمان رکھتے ہیں آپ انہیں ایسا نہیں پائیں گے کہ وہ ان لوگوں سے دوستی کریں جنہوں نے اللہ پاک اور اس کے رسول ﷺ سے مخالفت کی، یعنی ان سے یہ ہو ہی نہیں سکتا اور ان کی یہ شان ہی نہیں اور ان کا ایمان اس کو گوارا ہی نہیں کرتا کہ خدا اور رسول کے دشمن سے دوستی کرے اگرچہ وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا خاندان والے ہوں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے ایمان نقش فرمادیا ہے اور اپنی طرف کی روح سے ان کی مدد کی اور وہ انہیں اُن باغوں میں داخل فرمائے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں، ان میں ہمیشہ رہیں گے، اللہ تعالیٰ ان کے ایمان، اخلاص اور اطاعت کے سبب ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کے کرم سے راضی ہوئے، یہ اللہ تعالیٰ کی جماعت ہے، سن لو! اللہ تعالیٰ کی جماعت ہی کامیاب ہے کہ یہ جہنم کے عذاب سے محفوظ رہیں گے اور جنت کی عظیم الشان دائمی نعمتیں ہمیشہ کے لئے پائیں گے۔

سورۃ الحشر میں ارشاد خداوندی ہے۔

ومن یوق شح نفسه فاولئک هم المفلحون۔[19]

ترجمہ: اور جو اپنے نفس کے لالچ سے بچالیا گیا تو وہ لوگ کامیاب ہیں۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ جن لوگوں کو نفس کے لالچ سے پاک کر دیا گیا وہ حقیقی طور پر کامیاب ہیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ نفس کے لالچ جیسی بری عادت سے بچنا بہت مشکل ہے اور جس پر اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت ہو تو وہی اس عادت سے بچ سکتا ہے۔

سورۃ التغابن میں اللہ پاک کا فرمان ہے۔

فاتقوا الله ما استطعتم واسمعوا واطیعوا وانفقوا خیرالانفسکم ومن یوق شح نفسه فاولئک هم المفلحون۔[20]

ترجمہ: تو اللہ سے ڈرو جہاں تک تم سے ہو سکے اور سنو اور حکم مانو اور راہِ خدا میں خرچ کرو یہ تمہاری جانوں کے لیے بہتر ہوگا اور جسے اس کے نفس کے لالچی پن سے بچالیا گیا تو وہی لوگ کامیابی پانے والے ہیں۔

آیت مبارکہ کہ حصے ومن یوق شح نفسہ کے تحت تفسیر روح البیان میں ہے۔

ومن یوق شح نفسه ای ومن یقه الله ویعصمه من بخل نفسه الذي هی الرذیلة المعجونة فی طینة النفس[21]

ترجمہ: "اور جو شخص اپنی نفس کی حرص سے بچالیا جائے، یعنی جسے اللہ بچالے اور اس کی حفاظت کرے اس کے نفس کے بخل سے، جو کہ وہ (اخلاقی) برائی ہے جو نفس کی فطرت میں گوندھی ہوئی ہے۔" تو وہ ہی کامیاب ہونے والے ہیں۔

مبحث دوم: جدید طرزِ زندگی میں حقیقی کامیابی- قرآن وحدیث کی روشنی میں

مذکورہ بالاہ آیات کی روشنی میں کامیاب ہونے والے افراد کی خصوصیات کا اگر احاط کیا جائے تو وہ درج ذیل ممکنہ صفات ہو سکتی ہیں۔

1۔ ایمان بالغیب　　2۔ محبت، عقیدت واطاعت رسول اللہ ﷺ

3 الامر بالمعروف ونهی عن المنکر کے پیکر　　4 ذاکراللہ

[19] Al-Ḥashr, 59:9.

[20] At-Taghābun, 64:16.

[21] Ḥaqqī, Ismāʿīl (d. 1127 AH). *Rūḥ al-Bayān*. Beirut: Dār al-Fikr, n.d., 10:21, under *Sūrat at-*Taghābun, 64:16.

5 الصابر علی المصائب	6 الشاکر علی نعم اللہ
7 المعرض عن اللغو	8 المؤدی الزکاۃ
9 المجتنب عن المعاصی	10 الدال علی الخیر
11 مؤدی حقوق اللہ	12 مؤدی حقوق العباد
13 المشفق علی الاصغار	14 المکسب الحلال
15 مجتنب الریا	16 مجتنب العجب والتکبر

ایمان بالغیب

حقیقی کامیابی وکامرانی سے ہمکنار ہونے والے افراد کی اولاصفت ان کا **ایمان بالغیب** ہے۔ جس کا تذکرہ لاریب کتاب کے آغاز میں کچھ یوں ہوا۔ والذین یومنون بالغیب[22] ترجمہ اور وہ جو غیب پر ایمان لاتے ہیں۔ اس آیت میں ایمان اور غیب کا ذکر ہوا۔ ایمان اسے کہتے ہیں کہ بندہ سچے دل سے ان سب باتوں کی تصدیق کرے جو ضروریات دین میں سے ہیں۔ اور اگر ان میں سے کسی ایک کا بھی انکار کرے تو کفر ہے۔ اور غیب وہ ہے جو ہم سے پوشیدہ ہو اور اسکو ہم حواس خمسہ اور بدیہی طور پر عقل سے معلوم نہ کر سکیں۔ جب بندہ ان امور کیساتھ متصف ہو جاتا ہے تو وہ کامیاب ہونے والے افراد کی فہرست میں شامل ہو جاتا ہے۔

محبت، عقیدت واطاعت رسول اللہ ﷺ

حقیقی کامیابی وکامرانی سے ہمکنار ہونے والے خوش بخت افراد کی ثانیا ممتاز صفت محبت، اطاعت، اتباع رسول ﷺ و حفاظت حرمت رسول ﷺ ہے۔ محبت کے بارے میں تو رسول پاک ﷺ کی صریح حدیث پاک ہے۔

لایومن احدکم حتیٰ اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین۔[23]

ترجمہ: تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک کامل مومن ہو ہی نہیں سکتا جب تک وہ اپنے والدین، بچوں حتیٰ کے تمام لوگوں سے بڑھ کر مجھ سے محبت نہ کرے۔ یہ حدیث پاک محبت رسول ﷺ پر اظہر من الشمس دلیل ہے۔

اور اگر اطاعت رسول ﷺ کی بات کی جائے تو قرآن پاک میں ارشاد باری تعالی ہے۔

من یطیع الرسول فقد اطاع اللہ۔[24]

ترجمہ جس نے رسول کی اطاعت کی تحقیق اس نے اللہ کی اطاعت کی۔

من يطيع الرسول فقد اطاع الله: وذلك أن النبي صلى الله عليه وسلم كان يقول: «من أطاعني فقد أطاع الله ومن أحبني فقد أحب الله» فقال بعض المنافقين: ما يريد هذا الرجل إلا أن نتخذه ربا كما اتخذت النصارى عيسى ابن مريم ربا، فأنزل الله تعالى: من يطع الرسول فقد أطاع الله[25].

آیتِ مبارکہ کا شانِ نزول کچھ اس طرح ہے کہ سرورِ کائنات ﷺ نے ایک مرتبہ فرمایا: جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ پاک کی اطاعت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی اس نے اللہ پاک سے محبت کی، اس پر آج کل کے گستاخ بد دینوں

[22] Al-Baqara, 2:3.

[23] Al-Bukhārī, Muḥammad ibn Ismā‘īl (d. 256 AH). *Al-Jāmi‘ aṣ-Ṣaḥīḥ*. Beirut: Dār Ṭawq an-Najāḥ, 1422 AH/2001, 1st ed., 1:12, Kitāb al-Īmān, Bāb Ḥubb ar-Rasūl min al-Īmān.

[24] An-Nisā’, 4:80.

[25] Al-Baghawī, Al-Ḥusayn ibn Mas‘ūd, Muḥyī as-Sunna (d. 510 AH). *Ma‘ālim at-Tanzīl fī Tafsīr al-Qur’ān*. Beirut: Dār Iḥyā’ at-Turāth al-‘Arabī, 1420 AH/1999, 1st ed., 1:666, under Sūrat an-Nisā’, 4:80.

کی طرح اس زمانہ کے بعض منافقوں نے کہا کہ محمد مصطفیٰ ﷺ یہ چاہتے ہیں کہ ہم انہیں رب مان لیں جیسے عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ الصلاۃ والسلام کو رب مانا ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے ان کے رد میں یہ آیت نازل فرما کر اپنے نبی ﷺ کے کلام کی تصدیق فرمادی کہ بے شک رسول کی اطاعت اللہ کی اطاعت ہے۔

قرآن پاک میں ایک دوسری جگہ پر ارشاد ہوتا ہے۔

ومن يطيع الله ورسوله فقد فاز فوزا عظيما۔[26]

ترجمہ: اور جو اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرے اس نے بڑی کامیابی پائی۔

اس آیت کی تفسیر میں امام رازی یوں رقم طراز ہیں۔

وقوله: فقد فاز فوزا عظيما جعله عظيما من وجهين أحدهما: أنه من عذاب عظيم والنجاة من العذاب تعظم بعظم العذاب.حتى إن من أراد أن يضرب غيره سوطا ثم نجا منه لا يقال فاز فوزا عظيما، لأن العذاب الذي نجا منه لو وقع ما كان يتفاوت الأمر تفاوتا كثيرا والثاني: أنه وصل إلى ثواب كثير وهو الثواب الدائم الأبدي۔[27]

ترجمہ: اور اللہ کے فرمان: "تو وہ یقیناً بڑی کامیابی پا گیا" کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کامیابی کو دو پہلوؤں سے عظیم قرار دیا:

پہلا پہلو: کہ وہ عذابِ عظیم سے بچ گیا، اور چونکہ جس عذاب سے نجات ملی وہ بہت بڑا تھا، تو نجات کی اہمیت بھی اسی قدر عظیم ہو جاتی ہے۔ کیونکہ اگر کوئی شخص کسی کو صرف ایک کوڑا مارنا چاہے اور دوسرا بچ جائے، تو یہ نہیں کہا جاتا کہ "اس نے عظیم کامیابی حاصل کی"، کیونکہ جس عذاب سے وہ بچا وہ معمولی تھا، لیکن جہنم کا عذاب بہت سخت اور بے اندازہ دردناک ہے، تو اس سے نجات بھی اتنی ہی بڑی کامیابی ہے۔

دوسرا پہلو: کہ اس نے بہت بڑا ثواب حاصل کیا، اور وہ ثواب ہمیشہ باقی رہنے والا ابدی اجر ہے۔

مذکورہ بالاہ آیات وتفاسیر سے اطاعت رسول ﷺ کرنے سے کامیابی کا درس حاصل ہوتا ہے۔

جبکہ اتباعِ رسول ﷺ کے بارے میں قرآن پاک میں یوں بیان ہوا۔

قل ان كنتم تحبون الله فاتبعونى يحببكم الله ويغفرلكم ذنوبكم والله غفوررحيم۔[28]

ترجمہ: اے حبیب! فرمادو کہ اے لوگو! اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میرے فرمانبردار بن جاؤ اللہ تم سے محبت فرمائے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

جب بندہ نبی پاک علیہ السلام کی اتباع کرے گا تو وہ دنیا و آخرت میں کامیاب ہو جائے گا۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نبی کریم ﷺ کی اتباع کس طرح کرتے تھے؟ اس کا اندازہ ان واقعات سے لگایا جاسکتا ہے۔

عن سالم، أن أباه، حدثه قال: قبل عمر بن الخطاب الحجر، ثم قال: «أم والله، لقد علمت أنك حجر، ولولا أني رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقبلك ما قبلتك»[29]

---

[26] Al-Aḥzāb, 33:71.
[27] Ar-Rāzī, *At-Tafsīr al-Kabīr*, 25:187, under *Sūrat al-Aḥzāb*, 33:71.
[28] Āl ʻImrān, 3:31.
[29] Muslim ibn al-Ḥajjāj, Abū al-Ḥasan (d. 261 AH). *Ṣaḥīḥ Muslim*. Beirut: Dār Iḥyā' at-Turāth al-ʻArabī, n.d., 2:925, Kitāb al-Ḥajj, Bāb Istiḥbāb Taqbīl al-Ḥajar al-Aswad fī aṭ-Ṭawāf.

حضرت سالم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: کہ ان کہ والد (ابن عمر) نے انکو حدیث سنائی۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حجرِ اسود کو بوسہ دیا، پھر فرمایا: "اللہ کی قسم! میں جانتا ہوں کہ تُو ایک پتھر ہے۔ اگر میں نے رسول اللہ ﷺ کو تجھے بوسہ دیتے نہ دیکھا ہوتا، تو میں تجھے کبھی بوسہ نہ دیتا۔"

اسی طرح حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کا بھی واقعہ ہے۔

حدثنا محمد بن جعفر، حدثنا سعيد، عن قتادة، عن مسلم بن يسار، عن حمران بن أبان، عن عثمان بن عفان أنه دعا بماء فتوضأ، ومضمض واستنشق، ثم غسل وجهه ثلاثا، وذراعيه ثلاثا ثلاثا، ومسح برأسه وظهر قدميه، ثم ضحك، فقال لأصحابه: ألا تسألوني عما أضحكني؟ فقالوا: مم ضحكت يا أمير المؤمنين؟ قال: رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم دعا بماء قريبا من هذه البقعة، فتوضأ كما توضأت، ثم ضحك فقال: «ألا تسألوني ما أضحكني؟» فقالوا: ما أضحكك يا رسول الله؟ فقال: «إن العبد إذا دعا بوضوء فغسل وجهه، حط الله عنه كل خطيئة أصابها بوجهه، فإذا غسل ذراعيه كان كذلك، وإن مسح برأسه كان كذلك، وإذا طهر قدميه كان كذلك۔[30]

ترجمہ: حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے ایک بار پانی منگوایا اور وضو کیا، پھر مسکرا دیے۔ صحابہ نے پوچھا: اے امیر المؤمنین! آپ کس وجہ سے مسکرائے؟ تو آپ نے فرمایا: میں نے نبی کریم ﷺ کو اسی جگہ کے قریب وضو کرتے دیکھا تھا جیسے میں نے کیا، پھر آپ ﷺ بھی مسکرائے اور صحابہ سے فرمایا: کیا تم مجھ سے نہیں پوچھو گے کہ میں کیوں مسکرایا؟ صحابہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! آپ کس وجہ سے مسکرائے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: جب بندہ وضو کے لیے پانی منگواتا ہے، پھر اپنا چہرہ دھوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے چہرے کے وہ گناہ مٹا دیتا ہے جو اس نے چہرے سے کیے، جب وہ اپنے ہاتھ دھوتا ہے تو ان کے گناہ بھی مٹا دیے جاتے ہیں، جب وہ سر کا مسح کرتا ہے تو سر کے گناہ بھی معاف ہو جاتے ہیں، اور جب وہ پاؤں دھوتا ہے تو پاؤں کے گناہ بھی مٹا دیے جاتے ہیں۔

ان دونوں واقعات سے یہ معلوم ہوا کہ صحابہ کرام علیھم الرضوان عبادات میں عقل یا فلسفے سے کام نہیں لیتے تھے بلکہ رسول اللہ ﷺ کے عمل کی اتباع کیا کرتے تھے۔ اور یہ اتباع کرنا ہی دارین میں کامیاب ہونے والوں کی صفت ہے۔

الامر بالمعروف ونھی عن المنکر کے پیکر:

کامیابی حاصل کرنے والے افراد کی نمایاں خصوصیات میں سے ایک خاصیت نیکی کا حکم دینا اور برائی سے منع کرنا ہے۔ یہ اتنا عظیم منصب ہے کہ اس کے بارے میں قرآن پاک میں سورۃ آل عمران میں یوں ارشاد ہوا ہے۔

ولتكن منكم امة يدعون الى الخير ويامرون بالمعروف وينهون عن المنكر۔[31]

ترجمہ: اور تم میں سے ایک گروہ ایسا ہونا چاہئے جو بھلائی کی طرف بلائیں اور اچھی بات کا حکم دیں اور بری بات سے منع کریں اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔

---

[30] Aḥmad ibn Muḥammad ibn Ḥanbal (d. 241 AH). *Musnad al-Imām Aḥmad ibn Ḥanbal*. Beirut: Mu'assasat ar-Risāla, 1421 AH/2000, 1st ed., 1:474, Musnad 'Uthmān ibn 'Affān.
[31] Āl 'Imrān, 3:104.

اس آیتِ مبارکہ سے معلوم ہوتا کہ چونکہ یہ تو ممکن نہیں ہے کہ تمام کے تمام مسلمان ایک ہی کام میں لگ جائیں لیکن اتنا ضرور ہونا چاہیے کہ مسلمانوں کا ایک گروہ ایسا ہو جو لوگوں کو بھلائی کی طرف بلائے، انہیں نیکی کی دعوت دے، اچھی بات کا حکم کرے اور بری بات سے منع کرے۔ جب وہ گروہ ایسا کرے گا تو وہ کامیابی حاصل کرنے والا ہو جائے گا۔ امر بالمعروف و نہی عن المنکر ایسا امر ہے جسکے ساتھ ہر زمانے کے نبی اور انکے حواری متصف رہے ہیں۔ اور اس (امر بامعروف و نهى عن المنكر) کی اہمیت و افادیت کے پیش نظر اس امر عظیم کو پہچانِ امتِ محمدی بناتے ہوئے یوں انداز بیان کیا گیا۔ كنتم خير امت اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنهون عن المنكر ترجمہ: (اے مسلمانو!) تم بہترین امت ہو جو لوگوں (کی ہدایت) کے لئے ظاہر کی گئی، تم بھلائی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے منع کرتے ہو۔

حدیث مبارکہ میں بھی امت محمدیہ کے بہترین امت ہونے کے بارے میں ارشاد ہوا ہے۔

> حدثنا عبد الرحمن، حدثنا زهير، عن عبد الله يعني ابن محمد بن عقيل، عن محمد بن علي، أنه سمع علي بن أبي طالب، يقول: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: «أعطيت ما لم يعط أحد من الأنبياء» فقلنا: يا رسول الله، ما هو قال؟: «نصرت بالرعب، وأعطيت مفاتيح الأرض، وسميت أحمد، وجعل التراب لي طهورا، وجعلت أمتي خير الأمم »[32]
>
> ترجمہ: حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مجھے وہ چیزیں عطا کی گئیں جو کسی اور نبی کو نہیں دی گئیں۔" صحابہ کرم علیہم الرضوان نے پوچھا: یارسول اللہ ﷺ! وہ کیا ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "مجھے رعب کے ذریعے مدد دی گئی، زمین کی کنجیاں (یعنی حکومت و غلبہ) مجھے عطا کی گئیں، میرا نام احمد رکھا گیا، میرے لیے مٹی کو پاک کرنے والا (یعنی تیمم کا ذریعہ) بنایا گیا، اور میری امت کو تمام امتوں میں سے بہترین امت بنایا گیا"۔

نیکی کی دعوت دینا وہ عظیم منصب اور عہدہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاءِ کرام علیہم السلام کو عطا فرمایا اور جب اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو مبعوث فرما کر نبوت کا دروازہ ہمیشہ کے لئے بند کر دیا تو اس نے اپنے حبیب ﷺ کی امت کو اس منصب سے سرفراز فرما دیا اور اس عظیم خوبی کی وجہ سے انہیں سب سے بہترین امت قرار دیا، لہٰذا ہر مسلمان کو چاہئے کہ وہ بقدرِ توفیق نیکی کی دعوت دیتا اور برائی سے منع کرتا رہے۔ ھادی امت نبی رحمت ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے۔

> الدال على الخير كفاعله۔[33]
>
> ترجمہ: بھلائی کے اوپر راہنمائی کرنے والا ایسا ہے جیسے کہ وہ خود کرنے والا ہے۔

لہٰذا مفلحین کی صفات و عادات میں شامل ہے کہ وہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے پیکر ہوتے ہیں۔

ذاکر اللہ:

کامیاب افراد کی صفات میں سے ہے کہ وہ خالقِ حقیقی کو کثرت سے یاد کر کے اپنے قلوب و وجوہ کو ابیض کرتے ہیں۔ قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ الا بذكر تطمئن القلوب۔[34] ترجمہ: سن لو! اللہ کی یاد ہی سے دل چین پاتے ہیں۔

---

[32] Aḥmad ibn Muḥammad ibn Ḥanbal, *Musnad al-Imām Aḥmad ibn Ḥanbal*, 2:156.

[33] At-Tirmidhī, Muḥammad ibn ʿĪsā, Abū ʿĪsā (d. 279 AH). *Jāmiʿ at-Tirmidhī*. Beirut: Dār al-Gharb al-Islāmī, 1419 AH/1998, 4:338.

[34] Ar-Raʿd, 13:28.

حدیث مبارکہ میں نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے۔

إن لكل شيء سقالة، وإن سقالة القلوب ذكر الله، وما من شيء أنجى من عذاب الله من ذكر الله".[35]

ترجمہ: "ہر چیز کے لیے ایک صیقل (چمکانے والا) ہوتا ہے، اور دلوں کا صیقل اللہ کا ذکر ہے۔ اور اللہ کے عذاب سے بچانے والی کوئی چیز اللہ کے ذکر سے بڑھ کر نہیں"۔ یعنی جیسے لوہے کو زنگ سے صاف کرنے کے لیے صیقل (پالش) کی جاتی ہے، اسی طرح دل کو غفلت، گناہوں اور دنیا کی رنگینیوں سے صاف کرنے کا ذریعہ ذکر اللہ ہے۔ اور یہی ذکر انسان کو اللہ کے عذاب سے نجات دلانے والا اور انسان کو کامیابی سے ہمکنار کرنے ذریعہ ہے۔

اسی طرح صحیح بخاری میں ذاکرین اللہ کی فضیلت وشرف کے بارے میں آیا ہے۔

إن لله ملائكة يطوفون في الطرق يلتمسون أهل الذكر، فإذا وجدوا قوما يذكرون الله تنادوا: هلموا إلى حاجتكم " قال: «فيحفونهم بأجنحتهم إلى السماء الدنيا» قال: " فيسألهم ربهم، وهو أعلم منهم، ما يقول عبادي؟ قالوا: يقولون: يسبحونك ويكبرونك ويحمدونك ويمجدونك " قال: " فيقول: هل رأوني؟ " قال: " فيقولون: لا والله ما رأوك؟ " قال: " فيقول: وكيف لو رأوني؟ " قال: " يقولون: لو رأوك كانوا أشد لك عبادة، وأشد لك تمجيدا وتحميدا، وأكثر لك تسبيحا " قال: " يقول: فما يسألوني؟ " قال: «يسألونك الجنة» قال: " يقول: وهل رأوها؟ " قال: " يقولون: لا والله يا رب ما رأوها " قال: " يقول: فكيف لو أنهم رأوها؟ " قال: " يقولون: لو أنهم رأوها كانوا أشد عليها حرصا، وأشد لها طلبا، وأعظم فيها رغبة، قال: فمم يتعوذون؟ " قال: " يقولون: من النار " قال: " يقول: وهل رأوها؟ " قال: " يقولون: لا والله يا رب ما رأوها " قال: " يقول: فكيف لو رأوها؟ " قال: " يقولون: لو رأوها كانوا أشد منها فرارا، وأشد لها مخافة " قال: " فيقول: فأشهدكم أني قد غفرت لهم " قال: " يقول ملك من الملائكة: فيهم فلان ليس منهم، إنما جاء لحاجة. قال: هم الجلساء لا يشقى بهم جليسهم"[36]

ترجمہ: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے ایسے ہیں جو راستوں میں گھومتے رہتے ہیں اور اللہ کا ذکر کرنے والوں کو تلاش کرتے ہیں۔ جب وہ کسی قوم کو اللہ کا ذکر کرتے ہوئے پاتے ہیں، تو آپس میں کہتے ہیں: آؤ، یہی ہماری مطلوبہ جگہ ہے۔ پھر وہ فرشتے ان لوگوں کو اپنے پروں سے گھیر لیتے ہیں، یہاں تک کہ آسمانِ دنیا تک پہنچ جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں سے پوچھتا ہے، حالانکہ وہ خود بہتر جانتا ہے: میرے بندے کیا کہہ رہے ہیں؟ فرشتے عرض کرتے ہیں: وہ تیری تسبیح، تحمید، تکبیر اور تمجید کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے: کیا انہوں نے مجھے دیکھا ہے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں: نہیں، قسم ہے اللہ کی، انہوں نے تجھے نہیں دیکھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اگر وہ مجھے دیکھ لیتے تو ان کی عبادت اور تمجید کتنی شدت ہوتی؟ فرشتے عرض کرتے ہیں: اگر وہ تجھے دیکھ لیں تو اور شدت سے تیری عبادت، تمجید اور تحمید کریں اور کثرت سے تسبیح کریں۔ پھر اللہ پوچھتا ہے: یہ مجھ سے کیا مانگ رہے ہیں؟ فرشتے کہتے ہیں: یہ جنت مانگ رہے ہیں۔ اللہ فرماتا ہے: کیا انہوں نے جنت کو دیکھا ہے؟ عرض کرتے ہیں: نہیں، اللہ کی قسم! انہوں نے جنت نہیں دیکھی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اگر وہ اسے دیکھ لیتے تو اس پر اور بھی زیادہ حریص ہوتے، اور اس کی تلاش میں اور بھی زیادہ لگ جاتے، اور اس میں اور بھی

[35] Al-Bayhaqī, Aḥmad ibn al-Ḥusayn (d. 458 AH). *Shuʿab al-Īmān*. Riyadh: Maktabat ar-Rushd, 1423 AH/2002, 1st ed., 2:62.
[36] Al-Bukhārī, *Al-Jāmiʿ aṣ-Ṣaḥīḥ*, 8:86.

زیادہ رغبت رکھتے۔۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وہ کس چیز سے پناہ مانگ رہے ہیں؟ فرشتے عرض کرتے ہیں: وہ جہنم سے پناہ مانگتے ہیں۔ اللہ فرماتا ہے: کیا انہوں نے جہنم کو دیکھا ہے؟ عرض کرتے ہیں: نہیں، اللہ کی قسم! انہوں نے جہنم نہیں دیکھی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اگر وہ جہنم کو دیکھ لیتے تو اس سے اور بھی زیادہ ڈرتے اور بھاگتے۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے ان سب کو بخش دیا۔ ایک فرشتہ عرض کرتا ہے: ان میں ایک ایسا شخص بھی ہے جو اصل میں ان میں سے نہیں، بس کسی کام سے آ گیا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: یہ وہ لوگ ہیں کہ جو ان کے ساتھ بیٹھ جائے، وہ بھی محروم نہیں رہتا۔

اس حدیث کی روشنی میں معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کریم ذکر کرنے والوں کو بہت زیادہ محبوب رکھتا ہے۔ ان کی مجلسوں کو ڈھونڈنے کے لیے فرشتے مقرر فرماتا ہے، جو انہیں اپنے پروں سے گھیر لیتے ہیں۔ اللہ کریم ان کے اخلاص، جنت کی طلب اور جہنم کے خوف پر خوش ہو کر سب کو بخش دیتا ہے، حتیٰ کہ وہ بھی جو محض ساتھ بیٹھا ہو، اس کی بھی مغفرت فرما دیتا ہے۔ بالفرض اگر مفلحین ھموم عالم کیوجہ سے مضطرب وپیشان ہو یا پھر کثرت عصیان سے مرضِ نسیان لاحق ہو تو ذکر اللہ ان امراض کو جلا بخشتا۔

الصابر علی المصائب

مفلحین کی صفات میں سے ایک صفت مصائب و آلالم پر صبر کرنا ہے۔ اور اپنی کوششوں کو جاری وساری رکھنا ہے۔ کیونکہ اللہ تبارک وتعالی نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا ہے۔ ان اللہ مع الصابرین۔[37] ترجمہ: بے شک اللہ تعالی صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

حضرت علامہ نصر بن محمد سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

إن الله مع الصابرين، فالله تعالى مع كل أحد، ولكن خص الصابرين لكي يعلموا أن الله سبحانه وتعالى يفرج عنهم۔[38]

(بے شک اللہ صبر کرنے والوں کیساتھ ہے۔) پس اللہ کریم (اپنے علم وقدرت سے) ہر ایک کے ساتھ ہے لیکن یہاں صبر کرنے والوں کا بطور خاص اس لئے ذکر فرمایا تاکہ انہیں معلوم ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ ان کی مشکلات دور کر کے آسانی فرمائے گا۔

رنج والم کا شکوہ کرنے سے غموں میں اضافہ تو سکتا ہے ان میں کمی کا تصور بھی محال ہے لیکن رضا الہی پر سر تسلیم خم کر دیا جائے تو تشفی قلب کے ساتھ ساتھ مصائب کا حل بھی ممکن ہوتا ہے۔ اور یہ کامیاب ہونے اولے افراد کی ممتاز صفات میں سے ایک صفت بھی ہے۔

الشاکر علی نعم اللہ

مفلحین کی ممتاز صفات میں سے ایک امتیازی صفت اللہ کی نعمتوں پر شکر کرنے والا ہونا ہے۔ اللہ کا شکر ادا کرنا ایسی خصلتوں میں سے ایک خصلت ہے جس کے ساتھ سرورِ کائناتِ باعث تخلیقِ کائنات بھی متصف تھے۔

---

[37] Al-Baqara, 2:153.

[38] As-Samarqandī, Naṣr ibn Muḥammad, Abū al-Layth (d. 373 AH). *Baḥr al-ʻUlūm*. N.p.: n.p., n.d., 1:105, under *Sūrat al-Baqara*, 2:153.

حدیث مبارکہ میں آتا ہے۔

عن عائشة رضي الله عنها: أن نبي الله صلى الله عليه وسلم كان يقوم من الليل حتى تتفطر قدماه، فقالت عائشة: لم تصنع هذا يا رسول الله، وقد غفر الله لك ما تقدم من ذنبك وما تأخر؟ قال: أفلا أحب أن أكون عبدا شكورا[39]

ترجمہ: ام المومنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ عنہا رسول پاک ﷺ کو عرض کرتی ہیں یا رسول اللہ آپ اتنا لمبا قیام کیوں فرماتے ہیں یہاں تک آپ کے قدم مبارک سوجھ جاتے ہیں کیا آپ کی وجہ سے اللہ تبارک وتعالی نے آپکی امت کے اگلے پچھلے گناہ بخش نہیں دیئے؟ تو نبی پاک ﷺ نے فرمایا افلا احب ان اکون عبدا شکورا۔ کیا میں اللہ کا شکر گرار بندہ بننا پسند نہ کروں۔

یہ تو شارعِ دین کی شکر گزاری کا عالم ہے پھر امت کو کس قدر اس حق کو ادا کرنے کی ضرورت ہے؟ تاکہ فلاح دارین مقدر بن سکے۔

اس کے علاوہ اللہ تبارک وتعالی نے فرمایا: لئن شکرتم لازیدنکم و لئن کفرتم ان عذابی لشدید۔[40] ترجمہ: اگر تم میرا شکر ادا کروگے تو میں تمہیں اور زیادہ عطا کروں گا اور اگر تم ناشکری کروگے تو میرا عذاب سخت ہے۔

سنن بی داود میں تعلیم شکر کے حوالے سے مذکور ہے۔

عن معاذ بن جبل، أن رسول صلى عليه وسلم أخذ بيده، وقال: «يا معاذ، والله إني لأحبك، والله إني لأحبك»، فقال: " أوصيك يا معاذ لا تدعن في دبر كل صلاة تقول: اللهم أعني على ذكرك، وشكرك، وحسن عبادتك "۔[41]

ترجمہ: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ان کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا: "اے معاذ! اللہ کی قسم، میں تم سے محبت کرتا ہوں، اللہ کی قسم، میں تم سے محبت کرتا ہوں۔" پھر فرمایا: "اے معاذ! میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ ہر نماز کے بعد یہ دعا پڑھنا نہ چھوڑنا: اللهم أعني على ذكرك، وشكرك، وحسن عبادتك یعنی: اے اللہ! میری مدد فرما کہ میں تیرا ذکر کر سکوں، تیرا شکر ادا کر سکوں اور تیری بہترین عبادت کر سکوں۔"

لہذا تکثیرِ نعمت کیلئے منعمِ حقیقی کا شکر ادا کرنا مفلحین کی صفات میں سے ہے۔ ایسی کئی امثلہ موجود ہیں کہ کفرانِ نعمت کرنے والے خاسر و نامراد ہوئے۔ اور یہ بات مسلمہ ہے کہ جب نعمت کی قدر نہ کی جائے تو نعمت چھن جاتی ہے۔

المعرض عن اللغو

المعرض عن اللغو بھی مفلحین کی صفات میں سے ہے۔ یہ ایسی صفت ہے جو عالم کی پہچان اور جاہل کا پردہ ہے۔ قرآن پاک میں کامیاب لوگوں کا تذکرہ کرتے ہوئے اللہ مجدہ کریم ارشاد فرمایا۔ والذین ھم عن اللغو معرضون۔[42] ترجمہ: اور وہ جو فضول بات سے منہ پھیرنے والے ہیں۔

---

[39] Al-Bukhārī, *Al-Jāmiʿ aṣ-Ṣaḥīḥ*, 6:135.
[40] Ibrāhīm, 14:7.
[41] Abū Dāwūd, Sulaymān ibn al-Ashʿath (d. 275 AH). *Sunan Abī Dāwūd*. Beirut: Al-Maktaba al-ʿAṣriyya, n.d., 2:86.
[42] Al-Muʾminūn, 23:3.

سورۃ المؤمنون میں کامیاب ہونے اولے افراد کے اوصاف ذکر فرمائے گئے تو ان میں سے ایک وصف فضول باتوں سے منہ پھیرنا بھی ہے۔ تفسیر خازن میں اس آیت کے تحت ہے۔ (والذين هم عن اللغو معرضون) وقيل هو كل باطل ولهو وما لا يجمل من القول والفعل۔[43] ترجمہ: (اور وہ جو فضول بات سے منہ پھیرنے والے ہیں۔)" اور کہا گیا ہے کہ (لغو) ہر باطل، بے ہودہ چیز، اور وہ قول و فعل ہے جو مناسب و شائستہ نہ ہو۔" مطلب یہ کہ کامیاب لوگ بیکار باتوں میں وقت ضائع نہیں کرتے بلکہ اپنے وقت کو ہم جہت کارآمد بنانے میں مصروف رہتے ہیں۔

نبیِ رحمت ھادیِ امت ﷺ نے اپنی امت کو صریح الفاظ میں فرمادیا ہے۔

من كان يومن بالله و اليوم الاخر فليقل خيرا او ليصمت۔[44]

ترجمہ: جو شخص اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے پس چاہیئے کہ وہ بھلائی کی بات کرے یا پھر خاموش رہے۔

لہٰذا معلوم ہوا کہ خاموشی عالم کی زینت اور کامیابی کی خواہش رکھنے والے کیلئے آلہ نجاح ہے۔

مؤدی الزکوٰۃ

مفلحین کی صفات میں سے خوش دلی کے ساتھ زکاۃ ادا کرنے والا ہونا بھی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن پاک کے آغاز میں جہاں مفلحین کی صفات انیقہ کو ذکر کیا گیا ان میں سے ایک زکاۃ ادا کرنا بھی ہے۔ جس کو یوں اندازِ بیان میں لایا گیا۔ ومما رزقناهم ينفقون۔[45] ترجمہ: اور اس میں سے خرچ کرتے ہیں جو ہم نے انکو رزق دیا۔ انسان میں جب خرچ کرنے کی صفت پیدا ہو جاتی ہے تو معاشرے میں گداگروں کی تعداد کم ہو جاتی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ جب لوگوں کی حاجات خیر خواہی کے ذریعے پوری ہو جاتیں ہوں تو ذلت کے ساتھ کوئی شخص سرِ عام دستِ سوال دراز نہیں کرے گا۔ یہ ہی وجہ ہے کہ قرآن پاک میں ایک اصول وضع کیا گیا۔ جس کو یوں بیان کیا گیا۔ كيلا يكون دولة بين الاغنياء منكم ترجمہ: تا کہ وہ دولت تمہارے مالداروں کے درمیان (ہی) گردش کرنے والی نہ ہو جائے۔ قرآن پاک میں ارتکازِ دولت کی بری خصلت کو روندہ گیا ہے۔ جبکہ مفلحین ارتکازِ دولت کے برعکس انفاقِ دولت کی خصلت سے متصف ہوتے ہیں۔

مقیم الصلاۃ

مفلحین کی صفات میں سے ہے کہ وہ روزانہ دن میں پانچ وقت اپنے خالقِ حقیقی کی بارگاہ سربسجود ہوتے ہیں۔ اور اپنے رب سے مدد طلب کرتے ہیں۔ ادائیگی الصلوۃ اتنا اہم فریضہ ہے کہ اس کو قرآن پاک میں سات سو سے زائد مرتبہ ذکر کیا گیا۔ اور جہاں صراحت کے ساتھ مفلحین کا ذکر ہوا وہاں سب سے پہلے نماز میں خشوع و خضوع کرنے والوں کا ذکر ہوا۔ جس کو یوں بیان کیا گیا ہے۔ قد افلح المومنون الذين ہم فى صلاتهم خاشعون۔[46] ترجمہ: بے شک ایمان والے کامیاب ہوگئے۔ وہ جو اپنی نمازوں میں گڑگڑاتے ہیں۔

جب کوئی شخص خالقِ حقیقی کو سچے دل سے پکارتا ہے تو وہ ضرور اپنے پکارنے والے کی فریاد سنتا ہے اور فریادرسی بھی فرماتا ہے۔ کیونکہ قرآن پاک میں ہی ارشاد ہوتا ہے۔ونحن اقرب اليه من حبل الوريد۔[47] ترجمہ: ہم تو بندے کی شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہیں۔

---

[43] Al-Khāzin, *Lubāb at-Ta'wīl fī Ma'ānī at-Tanzīl*, 3:268, under *Sūrat al-Mu'minūn*, 23:3.
[44] Al-Bukhārī, *Al-Jāmi' aṣ-Ṣaḥīḥ*, 8:11.
[45] Al-Baqara, 2:3.
[46] Al-Mu'minūn, 23:1–2.
[47] Qāf, 50:16.

توجب رب تبارک وتعالی بندے کی شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہو اور بندہ دن میں پانچ وقت سر بسجود بھی ہوتا ہو تو کامیابی خود بندے کی قدم بوسی کرتی ہے۔

المکسب الحلال

مفلحین کی صفات میں سے ایک صفت حلال طریقے سے کسبِ معاش اختیار کرنا ہے۔ حدیث مبارکہ میں ہے۔

عن المقدام رضي الله عنه، عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، قال: ما أكل أحد طعاما قط، خيرا من أن يأكل من عمل يده، وإن نبي الله داود عليه السلام، كان يأكل من عمل يده۔[48]

ترجمہ: حضرت مقدام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کسی شخص نے کبھی اس کھانے سے بہتر کھانا نہیں کھایا جو اس نے اپنے ہاتھ کی محنت سے کمایا ہو، اور بے شک اللہ کے نبی داؤد علیہ السلام بھی اپنے ہاتھ کی محنت سے روزی کماتے اور اسی سے کھاتے تھے۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ہاتھ کی محنت سے کمائی ہوئی روزی سب سے پاکیزہ، باعزت اور بابرکت ہے، اور انبیاء کرام علیہم السلام کی سنت بھی یہی رہی ہے۔۔ جب بندہ حلال رزق کی تلاش میں سرگرداں رہتا ہے تو خالقِ حقیقی اس بندے کی مدد فرماتا ہے۔ لیکن جب بندہ مرتکب کسبِ حرام ہوتا ہے تو دلی سکون برباد ہو جاتا ہے اس کے ساتھ ساتھ رزق سے برکت بھی محو کر دی جاتی ہے۔

مؤدی حقوق اللہ

مفلحین کی صفات میں سے ایک صفت حقوق اللہ کی پاسداری کرنا ہے اور لایعنی چیزوں سے اجتناب کرنا ہے۔ کیونکہ جب تک لایعنی چیزوں سے اجتناب کر کے خالقِ حقیقی کی اطاعت میں زندگی بسر نہیں کی جائے گی تو کامیابی تو دور کی بات بندہ زندگی سے بھی مطمئن نہیں ہوتا۔ قرآن کریم میں اللہ پاک کا ارشاد ہوتا ہے۔ وما خلقت الجن والانس الا ليعبدون۔[49] ترجمہ: اور میں نے جن اور آدمی اس لئے بنائے کہ میری عبادت کریں۔ تفسیر صاوی میں اس آیت کہ تحت ہے ارشاد فرمایا: "وقيل: معنى ﴿ليعبدون﴾ أني أمرتهم وكلفتهم بعبادتي، لا ليشتغلوا بطلب الرزق وينهمكوا في خدمة الدنيا."[50] ترجمہ: اور کہا گیا کہ آیت لیعبدون کا مطلب یہ ہے کہ میں نے انہیں اپنی عبادت کا حکم دیا اور اسی کے لیے انہیں مکلف بنایا، نہ کہ وہ روزی کمانے میں مشغول ہو جائیں اور دنیا کی خدمت میں منہمک ہو کر اصل مقصدِ زندگی کو بھول جائیں۔

صحیح بخاری میں حقوق اللہ علی العباد کے حوالے سے حدیث مبارکہ ہے۔

عن معاذ رضي الله عنه، قال: كنت ردف النبي صلى الله عليه وسلم على حمار يقال له عفير، فقال: يا معاذ، هل تدري حق الله على عباده، وما حق العباد على الله؟، قلت: الله ورسوله أعلم، قال: فإن حق الله على العباد أن يعبدوه ولا يشركوا به شيئا، وحق العباد على الله أن لا يعذب من لا يشرك به شيئا، فقلت: يا رسول الله أفلا أبشر به الناس؟ قال: لا تبشرهم، فيتكلوا۔[51]

ترجمہ: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: "میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک گدھے پر سوار تھا، جس کا نام عفیر تھا، تو آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: اے معاذ! کیا تم جانتے ہو کہ اللہ کا بندوں پر کیا حق ہے اور بندوں کا اللہ پر کیا

---

[48] Al-Bukhārī, *Al-Jāmi‘ aṣ-Ṣaḥīḥ*, 3:57.
[49] Adh-Dhāriyāt, 51:56.
[50] Aṣ-Ṣāwī, Aḥmad ibn Muḥammad (d. 1241 AH). *Ḥāshiya ‘alā Tafsīr al-Jalālayn*. Beirut: Dār al-Jayyid, n.d., last ed., 4:122, under *Sūrat adh-Dhāriyāt*, 51:56.
[51] Al-Bukhārī, *Al-Jāmi‘ aṣ-Ṣaḥīḥ*, 4:29.

حق ہے؟ میں نے عرض کیا: اللہ اور اس کے رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کا بندوں پر حق یہ ہے کہ وہ صرف اسی کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں۔ اور بندوں کا اللہ پر حق یہ ہے کہ وہ اسے عذاب نہ دے جو اس کے ساتھ شرک نہ کرے۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا میں لوگوں کو یہ خوشخبری نہ دے دوں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: انہیں مت بتاؤ، کہیں وہ اسی پر بھروسہ نہ کر بیٹھیں۔"

لہٰذا کامیاب افراد ہر حال میں خواہ خوشی ہو یا غمی، مالداری ہو یا تنگدستی اللہ پاک کے حقوق کی ادائیگی بصورت عبادت احسن انداز میں کرتے رہتے ہیں۔

مؤدی حقوق العباد

کامیاب لوگوں کی صفات میں سے ایک صفت حقوق العباد کی ادائیگی کرنے والا ہونا ہے۔ یعنی جس طرح وہ حقوق اللہ کی پاسداری کرتے ہیں اسی طرح وہ حقوق العباد یعنی بندوں کے حقوق کی ادائیگی کا خاص کیال رکھتے ہیں۔ قرآن مجید میں اس بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وبالوالدين احسانا وبذی القربیٰ والیتٰمی والمسٰکین والجار ذی القربیٰ والجار الجنب والصاحب بالجنب وابن السبیل وما ملکت ایمانکم۔[52]

ترجمہ: اور ماں باپ سے اچھا سلوک کرو اور رشتہ داروں اور یتیموں اور محتاجوں اور قریب کے پڑوسی اور دور کے پڑوسی اور پاس بیٹھنے والے ساتھی اور مسافر اور اپنے غلام لونڈیوں (کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔)

اس آیت مبارکہ میں والدین، رشتہ دار، یتیم، محتاج، قریب اور دور کے پڑوسی، پاس بیٹھنے والے ساتھی، مسافر اور غلام کیساتھ حسن سلوک کرنے کی تاکید فرمائی گئی ہے۔ ایک کامیاب شخص مذکورہ بالاہ تمام افراد کے حقوق ادا کرتے ہوئے اس حدیث مبارکہ کا مصداق بنتا ہے کہ کریم نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

عن النعمان بن بشير، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: " مثل المؤمنين في توادهم، وتراحمهم، وتعاطفهم مثل الجسد إذا اشتكى منه عضو تداعى له سائر الجسد بالسهر والحمى۔[53]

ترجمہ: حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مؤمنوں کی آپس کی محبت، رحم اور شفقت کی مثال ایک جسم کی مانند ہے۔ جب جسم کے کسی ایک حصے کو تکلیف پہنچتی ہے تو سارا جسم بخار اور بے خوابی میں مبتلا ہو جاتا ہے۔"

اس حدیث مبارکہ سے ہمیں اسلامی معاشرے میں اتحاد، ہمدردی اور اجتماعی خیر خواہی کی اہمیت کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے۔ ایک مؤمن کو دوسرے مؤمن کے دکھ اور پریشانی میں لاتعلق نہیں ہونا چاہیے۔ اسلام صرف انفرادی عبادات کا نہیں، بلکہ اجتماعی شعور اور بھائی چارے کا دین ہے۔

مجتنب الریاء، عجب وتکبر

مفلحین کی ایک اور نمایاں صفت عاجزی وانکساری کا پیکر ہونا ہے ان میں ریا، عجب اور تکبر جیسی صفات رزیلۃ نہیں پائیں جاتیں۔ کیونکہ ریاکاری **شرک اصغر** ہے[54]۔ جب ریاکاری اتنی مذموم صفت ہے تو اس سے اجتناب مفلحین کی ترجیحات میں ہونا ضروری ہے۔ اسی طرح خود پسندی بہت مذموم خصلت ہے جس کے سبب بندہ دوسروں کو حقیر سمجھتا ہے اور اپنے نفس کو دوسروں سے بلند وبالاتر شمار کرکے گمراہیوں کے بادلوں میں سر

---

[52] An-Nisā’, 4:36.
[53] Muslim ibn al-Ḥajjāj, *Ṣaḥīḥ Muslim*, 4:1999.
[54] Ibn Māja, Muḥammad ibn Yazīd al-Qazwīnī (d. 273 AH). *Sunan Ibn Māja*. Cairo: Dār Iḥyā’ al-Kutub al-‘Arabiyya, n.d., 2:1406.

گرداہ رہتا ہے۔ کامیابی حاصل کرنے والے افراد اس صفت رذیلہ سے بھی منزہ ہوتے ہیں۔ سب امراض کی اصل وہ تکبر ہے جس کی وجہ دنیا میں سب سے پہلے جو خاسر و نامراد ہوا وہ ابلیس لعین تھا۔ اللہ تبارک وتعالی کے حضور بولنے لگا:

قال انا خير منه خلقتني من نار وخلقته من طين۔[55]

ترجمہ: ابلیس نے کہا: میں اس سے بہتر ہوں۔ تو نے مجھے آگ سے بنایا اور اسے مٹی سے بنایا۔

تکبر کرنے کی وجہ سے ابلیس کی عقل پر پردہ آگیا اور وہ رب احکم الحاکمین کی نافرمانی کا مرتکب ہو کر خاسر و مردود ہوا۔ یہی وجہ ہے کہ مفلحین تکبر جیسی مذموم صفت کو اپنے پاس بھی بھٹکنے نہیں دیتے۔

خلاصہ بحث

قرآن وحدیث کی روشنی میں کامیابی کا مفہوم صرف دنیاوی معیار جیسے دولت، اختیار، شہرت یا تعیشات تک محدود نہیں بلکہ حقیقی کامیابی ان صفات کے حصول میں ہے جنہیں اللہ تعالیٰ نے "مفلحون" یعنی فلاح پانے والوں کی صف میں شمار کیا ہے۔ ان صفات میں ایمان بالغیب، اقامتِ صلوٰۃ، ادائے زکوٰۃ، محبت و اطاعتِ رسول ﷺ، ذکرِ الٰہی، امر بالمعروف و نہی عن المنکر، صبر، شکر، حلال روزی کا حصول، فضولیات سے اجتناب، حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی شامل ہیں۔ یوں اسلام افراد کو نہ صرف روحانی اور اخلاقی بلندی عطا کرتا ہے بلکہ دنیا و آخرت کی ہمہ گیر کامیابی کی ضمانت بھی دیتا ہے۔

تجاویز و سفارشات

* ہر فرد کو چاہیے کہ وہ قرآن و سنت کی تعلیمات کو اپنی روزمرہ زندگی کا حصہ بنائے۔
* اسلامی تصورِ کامیابی کو ذاتی اور اجتماعی نصب العین کے طور پر اپنانا چاہیے۔
* حکومت، تعلیمی ادارے، علما اور میڈیا کو اسلامی اصولوں کو اجاگر کرنے میں فعال کردار ادا کرنا چاہیے۔
* نوجوان نسل کی فکری و اخلاقی تربیت کی جائے تاکہ وہ دنیاوی فریب کے بجائے اخروی کامیابی کو اپنا مقصد بنائیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

Bibliography / کتابیات

* ‘Abd al-Bāqī, Muḥammad Fu’ād. *Al-Mu‘jam al-Mufahras li-Alfāẓ al-Qur’ān al-Karīm*. Cairo: Dār al-Kutub al-Miṣriyya, n.d.
* Abū as-Su‘ūd, Muḥammad ibn Muḥammad. *Tafsīr Abī as-Su‘ūd*. Beirut: Dār Iḥyā’ at-Turāth al-‘Arabī, n.d.
* An-Nasafī, ‘Abdullāh ibn Aḥmad. *Madārik at-Tanzīl wa Ḥaqā’iq at-Ta’wīl*. Beirut: Dār al-Kalima aṭ-Ṭayyib, 1419 AH/1998, 1st ed.
* Aṭ-Ṭabarī, Muḥammad ibn Jarīr. *Jāmi‘ al-Bayān fī Ta’wīl al-Qur’ān*. Beirut: Mu’assasat ar-Risāla, 1420 AH/1999, 1st ed.
* Al-Baghawī, Al-Ḥusayn ibn Mas‘ūd, Muḥyī as-Sunna. *Ma‘ālim at-Tanzīl fī Tafsīr al-Qur’ān*. Beirut: Dār Iḥyā’ at-Turāth al-‘Arabī, 1420 AH/1999, 1st ed.
* Al-Bayhaqī, Aḥmad ibn al-Ḥusayn. *Shu‘ab al-Īmān*. Riyadh: Maktabat ar-Rushd, 1423 AH/2002, 1st ed.
* As-Samarqandī, Naṣr ibn Muḥammad, Abū al-Layth. *Baḥr al-‘Ulūm*. N.p.: n.p., n.d.
* Aṣ-Ṣāwī, Aḥmad ibn Muḥammad. *Ḥāshiya ‘alā Tafsīr al-Jalālayn*. Beirut: Dār al-Jayyid, n.d., last ed.
* Abū Dāwūd, Sulaymān ibn al-Ash‘ath. *Sunan Abī Dāwūd*. Beirut: Al-Maktaba al-‘Aṣriyya, n.d.
* Ibn Māja, Muḥammad ibn Yazīd al-Qazwīnī. *Sunan Ibn Māja*. Cairo: Dār Iḥyā’ al-Kutub al-‘Arabiyya, n.d.

[55] Al-A‘rāf, 7:12.